مکتوبات سید شاہ اشرف جہانگیر سمنانی کا ایک نادر قلمی نسخہ

ڈاکٹر مودود اشرف
اجمل خاں طبیہ کالج ،مسلم یونیورسٹی ،علی گڑھ

مخدوم صاحبؒ کے مکتوبات گرامی کا مطالعہ تصوف اور تعلق مع اللہ کو بہتر طور پر سمجھنے کے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ ہے۔ اس میں صوفی کے قلب کا سوز وگداز بھی ملتا ہے اور تحقیق وتدقیق کی چاشنی بھی۔ خط کا بڑا حصہ اسی موضوع کی توضیح وتشریح پر مبنی ہے۔ اس میں تصوف کے باریک مسائل کو اپنے طور پر بھی سمجھا یا گیا ہے اور علماء وقت کے تقاضے پر بعض صوفیہ کی دقیق باتوں اور ان کے مشکل اشعار کی عقدہ کشائی بھی کی گئی ہے ۔ مثال کے طور پر ملک العلی ، قاضی شہاب الدین دولت آبادی کو مخدوم صاحبؒ نے جو خط تحریر کیا ہے وہ در اصل ان کے اس سوال کے جواب میں ہے کہ فصوص الحکم میں فرعون کے بارے میں جو اشارات ملتے ہیں اس کی حقیقت کیا ہے۔ یہ خط طویل ہے اور اعتدال کا بہترین نمونہ بھی؟ اسی طرح قیام الدینؒ کے جواب میں جو خط مرقوم کیا گیا ہے اس کا عنوان ہے'' درحل ابیات مشکلہ بطریق ارباب تصوف واصحاب تعرف''۔ غرض خاصی تعداد میں ایسے خطوط ملتے ہیں جو علماء وقت کی طرف سے تصوف سے متعلق اٹھائے گئے اعتراضات یا اشکالات کے جواب میں ہیں۔ اس سے مخطوطہ کی علمی اہمیت دو چند ہوجاتی ہے۔

تعارف مصنف :

مخدوم سید اشرف جہانگیرؒ کی ذات ستودہ صفات مجموعہ کمالات تھی۔ آپ اپنے وقت کے جدید عالم پائے کے محقق اور اعلیٰ درجہ کے صوفی تھے۔ مورخین نے ان الفاظ میں آپ کی صفات کو رقم کیا ہے:

'' آپ یگانہ روزگار تھے۔ شان رفیع ہمت بلند کرامات وافر کے مالک تھے۔ سلطان المشائخ کے بعد شیخیت اور ہدایت کے سلسلہ کو آپ نے از سرنو زندہ کیا۔ حقائق بیانی میں آپ کلام الہی، احادیث نبوی، اقوال مرتضوی اور اصحاب کرام کے ترجمان تھے۔'' (مراۃ الاسرار)

گلزار ابرار کے مصنف محمد غوثی شطاری تحریر فرماتے ہیں:

'' کشف وکرامات اور منازل مقامات کے آپ مالک تھے۔ آپ کے بیان سے عرفان کا آب حیات بہتا تھا اور آپ کے دل سے شوق ومحبت کی آگ کے شعلے اٹھتے تھے۔۱''

ملک محمد جائسی فرماتے ہیں:

'' درصدیقین امت محمدی صلعم دوکس بہ سبب ترک سلطنت برجمیع اولیاء اللہ فضیلت دارند، حضرت سلطان العارفین ابراہیم بن ادھم وسلطان سید اشرف جہانگیر سمنانیؒ کچھوچھوی''۲

آپ کا نام سید محمد اشرف یا سید اوحد الدین اشرف لقب جہانگیر تخلص اشرف تھا اور شہرت سید اشرف جہانگیر سمنانیؒ کے نام سے پائی جائے ولادت سمنان (ایران) تاریخ پیدائش ۷۰۹ھ، جائے وفات روح آباد کچھوچھہ (فیض آباد یوپی) سال وصال ۸۰۸ھ یا ۸۳۲ھ کے قریب قریب۔

تعلیم: حافظ قرآن، قاری قرائت، سبعہ عالم معقول ومنقول۔

تربیت: اس مبارک کام میں تین اکابر صوفیہ سرفہرست ہے۔

۱۔ شاہ علاؤ الدین علاء الحقؒ پنڈوی، ۲۔ مخدوم جہانیان جہاں گشت، ۳۔ میر سید علی ہمدانی۔

بیعت وخلافت: شاہ علاء الحق کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔ وہیں خلافت میں جہانگیر کا لقب عطا ہوا اور فی البدیہ آپ نے یہ شعر کہا۔ ؎

مرا از حضرت پیر جہاں بخش　　　خطاب آمد اے اشرف جہانگیر

تصنیف وتالیف: نزہۃ الخواطر جلد ثالث میں ۲۳ کتابوں کا نام بنام ذکر ملتا ہے۔ شمیم اشرف نے اشرف سمنانی نامی کتاب میں ۲۹ کتابوں کا ان کے نام کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ چند کتابوں کے نام درج ذیل ہیں:

تفسیر قرآن نور بخشیہ، فصوص الحکم کی شرح، خود حضرت کا ایک دیوان مراۃ الحقائق کنزالدقائق وغیرہ۔ تصانیف میں مختصر رسائل بھی ہیں اور ضخیم کتابیں بھی، ان میں سے کچھ موجود ہیں کچھ ناپید۔

مکتوب گرامی: مکتوبات کا یہ مجموعہ جناب سید شاہ ظفر الدین اشرف سجادہ نشین درگاہ کچھوچھہ شریف کے ذاتی ذخیرہ میں موجود ہے۔ وہیں اس کے دیکھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ پورا

مجموعہ مقدمہ مکتوبات اور مرتب کے گرانقدر اضافات پر مشتمل ہے۔ ان اضافات کا تعلق تاریخ انساب اور اسماء الرجال سے ہے۔

مقدمہ سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ اس کی ترتیب وتدوین کا کام دو اصحاب کے ہاتھوں مختلف اوقات میں ہوا ہے۔ اس کے جامع اول حضرت نظام الدین یمنیؒ (خلیفہ ومرید حضرت اشرف جہانگیرؒ) تھے۔ اس کام سے فراغت پر آپ نے جو قطعہ تاریخ کہا ہے اس کا آخری شعر اس طرح ہے:

چوں مرقومات عرفان جمع کردہ پئے تاریخ ''رقومات'' آورد ۷۸۷ھ

مکتوبات کے جامع ثانی حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی کے جانشین اول حضرت شاہ عبد الرزاق صاحبؒ تھے۔ آپ نے اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے بعد جو قطعہ تاریخ کہا، اس کا آخری شعر اس طرح ہے۔

چوں مکتوب ثانی یافت ترکیب پئے تاریخ مکتوبات آمد ۸۶۹ھ

گویا پہلی بار اسکی ترتیب وتدوین مخدوم صاحبؒ کی حیات میں اور دوسری بار آپ کی رحلت کے بعد شاہ عبدالرزاقؒ کی وفات سے صرف چند سال پہلے ہوئی۔

مقدمہ میں پچھتر مکتوبات کی مکمل فہرست موجود ہے۔ ساتھ ہی نمبر شمار مکتوب الیہ کا نام اور خط کے موضوع کو بھی درج کیا گیا ہے۔ فہرست اس انداز میں رقم کی گئی ہے:

مکتوبات پانزدہم بجانب شیخ الاسلام گجراتی از خلفاء اثنا عشریہ مشتمل بر بودن سالک در راہ حق وآراستن خود را بکار ملحق از طہارت ظاہر وباطن ومشغول در راہ سلوک ونوعے از اذکار ودیدن انوار اگرچہ از وضوئے او باشد۔ خط کے مضمون کے اعتبار سے عنوان مفصل بھی ہے اور مختصر بھی جیسے مکتوب بست سویم در جواب نامۂ سلطان ابراہیم کہ استفسار معنی بیت حضرت امیر خسرو دہلوی کردہ اند۔

مکتوبات کے اختتام پر مرتب ثانی کے قلم سے جو اضافات ملتے ہیں، مقدمہ میں اس کی تصریح کردی گئی ہے اور فہرست بھی دیدی گئی ہے۔ چنانچہ مرتب ثانی شاہ عبد الرزاقؒ تحریر فرماتے ہیں کہ در مکتوبات از خامہ ... حضرت قدوۃ الکبریٰ کہ از پرتو ولایت غوثیہ صادر شدہ بندہ را در ان تصرفے نیست اما ہر جا کہ سلاسل مشائخ ودوہرا کابر ... در بحر الانساب وطبقات ملوک مذکورہ بعد از تتبع وپیروی کتب صوفیہ ورسائل طائفہ بتخصیص در لطائف وتواریخ چنانچہ طبری وطبقات ناصری وامثالہا یافت در دوائر ومجدول درج کردہ۔ اگر در مربان قلم سہوے رفتہ باشد قلم اصلاح دریغ ندارند۔'' حاصل کلام یہ

نکلتا ہے کہ مکتوبات کی حد تک کوئی تصرف نہیں کیا گیا ہے۔ نیز اپنے اضافات میں مرتب نے اپنے ماٰخذ کو بھی بیان کردیا ہے۔

اضافات کی فہرست جو خود مرتب نے تحریر کی ہے اس کی تلخیص درج ذیل ہے۔

''خاتمہ مشتمل بہ اندراج سلاسل مشائخ واندراج آسامی رواسخ برسبیل دوائر ملوک مجدول وتواریخ از زمان کیومرث تا زمان خواجہ رشیدالدین کردہ.... سلاسل اولیاء روزگار از خلفاء راشدین الیٰ یوم الآخر ساختہ ..تتمہ مشتمل بر بحر الانساب تکملہ بہ اسماء متبرکہ انبیاء مرسل اولوالعزم تا خاتم النبیین صلعم وذکر حکماء پیش از بعث علیہ السلام آسامی خلفاء الراشدین والتابعین وتبع التابعین وخلفاء بنوعباسیہ وبنوامیہ۔''

گویا اس اضافے کا زیادہ تر تعلق تاریخ انساب اور اسماء الرجال سے ہے جیسا کہ ذکر کیا جا چکا ہے۔

سوانح کے ضمن میں خود مخدوم صاحب نور اللہ مرقدہ کی زندگی، سفر کے واقعات اور تصانیف کا ذکر خیر کچھ اس طرح آ گیا ہے کہ کتاب کب اور کن حالات میں لکھی گئی کچھ روشنی اس پر بھی پڑتی ہے۔ چنانچہ مرتّب نے لکھا ہے کہ'' فتاویٰ اشرفیہ میری درخواست پر تحریر کی گئی۔ مخدوم صاحبؒ کی تصانیف کا ذکر ان الفاظ سے شروع کیا گیا ہے:

''القصہ در ہر علم حضرت قدوۃ الکبریٰ را تالیفے است بتخصیص در علم تصوف۔''

اس سے یہ پہلو نکلتا ہے کہ مخدوم صاحبؒ کی یہ پہلی مرتب سوانح ہے جسے آپ کے جانشین اول نے قلمبند کیا۔

کتاب کے آغاز میں ایک طویل نظم ہے جو سوزوگداز میں ڈوبی ہوئی ہے۔ اس میں مخدوم صاحبؒ کی جدائی کو درد بھرے انداز میں رقم کیا گیا ہے۔ اس کے تین اشعار قارئین بھی ملاحظہ فرمائیں۔

کجا است تخت سلیمان کہ بر ہوا میرفت
نشان نہ ماند بعالم کلاہ دارا را
اگرچہ دین و دل و عمر صرفِ تو کردم
نہ قدر پیش تو شد این متاع اعلیٰ را
کنوں جانست بلب آرزوئے دیدار است
کہ دیدن تو کند دفع کہنہ غم ہا را

یہ محسوس ہوتا ہے کہ یہ مخطوطہ ا جیسے سجادہ نشینوں کی ملکیت رہا ہے کیونکہ کتاب کے آخر میں تملیک کی جگہ یہ تحریر ملتی ہے'' مالک مکتوب شریف ہذا فقیر حقیر سید حسین ....آگے اسی قلم میں تحریر ہے کہ'' خطائے رفتہ در کتاب صحیح آنست کہ اوحد الدین اشرف بن ابراہیم، شاہ'' پھر مخدوم صاحبؒ کا پورا شجرہ درج کیا گیا ہے۔ اس کے آگے پھر اسی قلم میں یہ تحریر ملتی ہے:''نسب نامہ حضرت قدوۃ الکبریٰ شاہ حاجی عبد الرزاقؒ اوراس ضمن میں ان کا مکمل شجرہ قلمبند کیا گیا ہے۔

حضرت شاہ حسین تملیک میں جن کا ذکر آیا ہے، یہ حضرت شاہ عبد الرزاقؒ کے جانشین تھے۔ اغلب یہ ہے کہ آپ کی جانشینی کے بعد یہ گرانقدر مخطوطہ انہیں وراثت میں ملا ہوگا۔ اور اب بھی یہ سجادہ نشین کی ملکیت ہے۔ اگر یہ تخمینہ صحیح ہے تو اس مخطوطہ کی قدامت پانچسو سال سے زیادہ قرار پاتی ہے کیونکہ شاہ عبد الرزاق کا وصال ۸۷۲ھ میں ہوا تھا۔ اس کے بعد ہی شاہ حسینؒ جانشین قرار پائے۔ گویا یہ مجموعہ تین اکابر وقت کی بیش قیمت تحریر کا ایک دلکش مرقع ہے۔

مکتوبات پر محمد غوثی شطاری کا تبصرہ:

آپ کے مکتوبات بھی ہیں، جن میں درویشی مسلک کی حقیقتیں اور دقیقے کوٹ کوٹ کر بھرے ہوئے ہیں۔ عرفان کی کونسی ایسی گفتگو ہے اور ولولہ پیدا کرنے والی کونسی ایسی ہے جو ہر ایک مکتوب کی سطر سطر میں نہیں ہیں۔ خدا کرے یہ مکتوبات دوستوں کے مطالعہ سے گزریں۔[۴]

حوالے

۱۔اذکار ابرار ترجمہ گلزار ابرار
۲۔اشرف سمنانی شمیم اشرف
۳۔بارہ مکتوبات، مطبع دبدبہ احمدی لکھنؤ سے ۱۳۰۹ھ میں طبع ہو چکے ہیں۔
۴۔اذکار ابرار، ترجمہ گلزار ابرار، لاہور، ص ۱۴۵

☆